بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ جمعہ

اللہ کے بندوں کے بارے میں حسنِ ظن

٦ نومبر ٢٠٢٦ء

خطبہ مسنونہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾

بے شک تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں اور اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ ہم اپنے نفسوں کی برائیوں اور اپنے اعمال کی خرابیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور تمہاری موت اس حال میں آئے کہ تم مسلمان ہو — سورۃ آل عمران: ۱۰۲

اور اے مسلمانو! میں تمہیں اور اپنے گناہگار نفس کو اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔

اما بعد، اے اللہ کے بندو!

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کتاب میں یہ بات معلوم اور واضح ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ ان میں ایک ایسی جماعت ہو جو حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اللہ کی طرف بلائے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ وہی عزوجل فرماتا ہے:

سورۃ آل عمران – آیت ۱۰۴

﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے، اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

مگر لوگوں میں کچھ ایسے ہیں جنہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس کام کو انجام دینے کی توفیق دی جس کا اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے، تو جب وہ لوگوں کے سامنے نیکی کا حکم دینے والے، برائی سے روکنے والے اور اللہ کی طرف بلانے والے کے مقام پر کھڑے ہوئے تو انہیں یہ خیال ہونے لگا کہ قیامت کے دن نجات پانے والے بس وہی ہیں اور وہ جو ان جیسے ہیں، اور باقی تمام لوگ جو بظاہر ہدایت کی شاہراہ سے ہٹ گئے ہیں اور اللہ عزوجل کے راستے پر استقامت سے منحرف ہو گئے ہیں، قیامت کے دن ہلاک ہونے والے اور عذاب پانے والے ہیں۔ اور یوں ان بہت سے لوگوں کے دلوں میں **بدگمانی** پھیل جاتی ہے جو – اپنے خیال میں – نیکی کا حکم دینے، برائی سے روکنے اور اللہ کی طرف دعوت دینے کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ یہی اس منصب کی آفت ہے جس میں اللہ عزوجل اپنے بعض بندوں کو آزماتا ہے، اور یہ ایک خطرناک آفت ہے جو شاید ہلاکت خیز ہو۔

اللہ کی طرف بلانے والا، نیکی کا حکم دینے والا اور برائی سے روکنے والا وہ کون سی لگام اختیار کرے جس سے وہ اس آفت میں نہ پڑے؟

وہ لگام یہ ہے کہ وہ بھلائی کی طرف بلاتے، نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہوئے ہمیشہ یاد رکھے – اللہ عزوجل کے عظیم فضل اور اپنے بندوں پر اس کی عظیم رحمت کو یاد رکھے۔ وہ ہمیشہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا یہ فرمان یاد رکھے:

سورۃ الزمر – آیت ۵۳

﴿قُلْ يا عِبادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعاً إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾

کہہ دیجیے: اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے! اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، یقیناً وہی بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

وہ مصطفیٰ ﷺ کا وہ فرمان یاد رکھے جسے **شیخین**، **بخاری** اور **مسلم**، نے روایت کیا ہے:

حدیث نبوی ﷺ
صحیح البخاری و صحیح مسلم

«جو اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔»

وہ مصطفیٰ ﷺ کا وہ فرمان یاد رکھے جسے بزار نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے:

> حدیث نبوی ﷺ
> بزار- صحیح سند کے ساتھ
>
> **«جس نے اخلاص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔»**

وہ مصطفیٰ ﷺ کا وہ فرمان یاد رکھے جسے مسلم نے اپنی صحیح میں اور دوسروں نے روایت کیا ہے:

> حدیث نبوی ﷺ
> صحیح مسلم وغیرہ
>
> **«جب آدمی کہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے، تو وہ خود ان میں سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔»**

اور ایک روایت میں ہے: «تو وہ ان میں سب سے سخت ہلاکت والا ہے۔» جب اللہ عزوجل مجھے اپنے دین کی طرف دعوت دینے، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے فریضے سے مشرف فرماتا ہے، اور میں اللہ عزوجل کے کلام اور اپنے رسول مصطفیٰ ﷺ کے کلام کی ان نصوص کو یاد رکھتا ہوں، تو یہ آفت مجھ میں سرایت نہیں کر سکتی، اور میں اس سے محفوظ رہوں گا، اور میں دو فریضوں کو یکجا کروں گا: ایک نیکی کا حکم دینے، برائی سے روکنے اور اللہ عزوجل کی طرف دعوت دینے کا فریضہ، اور دوسرا اللہ پر ایمان رکھنے والے اس کے تمام بندوں سے **حسنِ ظن** رکھنے کا فریضہ۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ رسول اللہ ﷺ صحیح میں فرماتے ہیں:

> حدیث نبوی ﷺ
> صحیح
>
> **«تم میں سے کسی کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ سے اچھا گمان رکھتا ہو۔»**

اور یہ ناممکن ہے کہ جس انسان کو اللہ سے حسن ظن کی دعوت دی جائے، اللہ عزوجل اس کا گمان ناکام کر دے۔ جو مجھ سے یہ چاہتا ہے کہ میں اللہ عزوجل سے اچھا گمان رکھوں، کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ عزوجل مجھے

اپنے بارے میں حسنِ ظن کی طرف لے جائے اور پھر جس چیز کی طرف اس نے مجھے بلایا اس میں میری امید توڑ دے؟ یہ ناممکن ہے، اور ہمارا رب سبحانہ و تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

لہٰذا عام مسلمانوں کو، اور خاص طور پر ان لوگوں کو جنہیں اللہ عزوجل نے لوگوں کو دین کی بصیرت دینے اور انہیں اس سے روشناس کرانے کی ذمہ داری سے نوازا ہے، چاہیے کہ وہ خود کو اس آفت سے دور رکھیں، اور نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی ذمہ داری کو ایسا بلند مرتبہ نہ بنائیں جس کے ذریعے یہ انسان تمام لوگوں کے مرتبے سے اوپر اٹھ جائے، اور پھر انہیں ایسے دیکھے گویا وہ کم تر درجے کے ہیں، اور اپنی طرف لوٹ کر یہ سمجھے کہ وہی اس مقام پر فائز ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو راضی کرتا ہے۔ **کتنا ہی ایسا آدمی ہے جو آج لوگوں کو نیکی کا حکم دیتا، برائی سے روکتا اور اللہ کی طرف بلاتا ہے، اور تم قیامت کے دن اسے پستی میں پاؤ گے**، اور وہ عام لوگ جو اس کی باتیں سنا کرتے تھے، شاید تم دیکھو کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں اس سے بلند مرتبے پر جا پہنچے ہیں۔

آج مسلمانوں کی آفت یہ ہے کہ مسلمانوں کا ہر گروہ اپنے زعم میں یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں نجات پانے والا گروہ وہی ہے، اور دوسرے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب میں جکڑے ہوئے ہیں، اللہ کی رحمت اور فضل سے مایوس ہیں۔ یہ فیصلہ کہاں سے آیا؟ اور یہ کیسے سرایت کر گیا یہاں تک کہ ان کے دلوں میں جم گیا اور ان کی سوچ پر چھا گیا؟ اسلام کا طرح طرح کے "اسلاموں" میں بدل جانا اور مسلمانوں کا طرح طرح کے فرقوں میں بٹ جانا سب سے بڑی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت ہے، لیکن اس سے بھی بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہر فرقہ یا گروہ اپنے آپ کو اللہ کے عذاب سے نجات پانے والا سمجھے، اور دوسروں کو اللہ عزوجل کی ناراضی میں جکڑا ہوا اور اللہ کی رحمت اور فضل سے مایوس۔ آپ نے سنا کہ اللہ عزوجل کا بیان کیا کہتا ہے، اور آپ نے سنا کہ مصطفیٰ ﷺ کیا فرماتے ہیں۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے:

حدیث نبوی ﷺ
صحیح حدیث

«جو اس حال میں مرا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔»

آپ نے مصطفیٰ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

حدیث نبوی ﷺ

«تم میں سے کسی کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ سے اچھا گمان رکھتا ہو۔»

اور گویا مصطفیٰ ﷺ نے – جنہیں ان کے رب نے خارقِ عادت امور اور معجزات سے نوازا – اللہ عزوجل کے بتانے سے غیب کو بھانپ لیا، تو واضح ہو گیا کہ ان کے بعد لوگوں میں ایسے بھی ہوں گے جو اپنے طریقے پر فخر کریں گے، اور اللہ کے باقی تمام بندوں پر کفر، دین سے نکل جانے اور اللہ عزوجل کی رحمت سے دوری کے القاب بکھیریں گے، اور سب دوسروں کو ہلاک قرار دینے سے نہ رکیں گے نہ احتیاط کریں گے۔ چنانچہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں:

حدیث نبوی ﷺ

«جب آدمی کہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے، تو وہ ان میں سب سے پہلے ہلاک ہونے والا ہے۔»

اور ایک روایت میں ہے: «تو وہ ان میں سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔» شاید وہ لوگ جو اپنے طریقے پر فخر کرتے ہیں کوئی دلیل پیش کریں، اور یہ ایک قابلِ نفرت قسم کی خود پسندی ہے۔

شاید وہ مصطفیٰ ﷺ کے فرمان سے استدلال کریں، چنانچہ صحیح حدیث میں ہے:

حدیث نبوی ﷺ

صحیح حدیث

«یہودی اکہتر فرقوں میں بٹ گئے، نصاریٰ بہتر فرقوں میں بٹ گئے، اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔»

شاید وہ اسی سے دلیل لیں، اور شاید اس کے ساتھ ایک اور جملہ بھی جوڑ دیں اور کہیں: «وہ سب آگ میں ہیں سوائے اس کے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔»

بھائیو! میں آپ سے کہتا ہوں: پہلی بات: مشہور اور صحیح روایت اس اضافے سے خالی ہے، «وہ سب آگ میں ہیں سوائے اس کے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں» سے خالی ہے۔ لہٰذا کسی کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ میں نجات پانے والے فرقے میں سے ہوں اور باقی سب آگ میں ہیں۔ اور اگر ہم اس روایت «وہ سب آگ میں ہیں سوائے اس کے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں» کو لے بھی لیں، تو امت سے مراد امتِ اجابت نہیں، بلکہ اس سے مراد دعوت ہے۔ اگر مصطفیٰ ﷺ امت سے وہ مسلمان مراد لیتے جو اسلام کی طرف منسوب ہیں تو یوں فرماتے: یہودی اکہتر فرقوں میں بٹ گئے، نصاریٰ بہتر فرقوں میں بٹ گئے، اور مسلمان تہتر فرقوں میں بٹ جائیں گے – مقابلے کے لیے، کیونکہ جب آپ یہود اور پھر نصاریٰ کا ذکر کرتے ہیں تو ان دونوں گروہوں کے مقابل گروہ مسلمان ہیں۔ لیکن آپ ﷺ نے لفظ "مسلمان" سے گریز کیا، کیونکہ جو بھی حقیقتاً اسلام سے متصف ہو اور اسلام پر مرے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اسی لیے آپ نے لفظ "مسلمان" سے گریز کیا اور فرمایا: «میری امت بٹ جائے گی»۔ اور لفظ "امت" کے دو معنی ہیں:

امتِ دعوت: اس میں وہ تمام لوگ شامل ہیں جن کی طرف مصطفیٰ ﷺ قیامت تک مبعوث کیے گئے۔ چنانچہ ملحد، فاسق، کافر اور فاجر، خواہ وہ کسی بھی دین یا گروہ سے ہوں – رسول اللہ ﷺ کے بعد قیامت تک آنے والا ہر شخص مصطفیٰ کی امت میں سے ہے، لیکن وہ امتِ دعوت میں سے ہیں۔

رہی **امتِ اجابت:** تو وہ مسلمان ہیں، وہی جنہوں نے اللہ عزوجل کی اس دعوت کو قبول کیا جس کے ساتھ اس نے مصطفیٰ ﷺ کو بھیجا، اور اسلام میں داخل ہو گئے۔

لہٰذا کوئی بھی مصطفیٰ ﷺ کی حدیث سے ہرگز اس طرح استدلال نہ کرے کہ اس حدیث کو صرف اپنے لیے خوشخبری بنا لے، اور باقی تمام لوگوں کو عجیب و غریب جرأت اور اس سے بھی عجیب تر دلی اطمینان کے ساتھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی آگ میں دھکیل دے۔ یہ ایسی مصیبت ہے جس کی اس دور میں مجھے کوئی دوا معلوم نہیں۔

مسلمان گروہوں میں بٹ جائیں، پھر ہر گروہ اپنی راہ لے اور دوسرے گروہوں پر کفر کے القاب بانٹے – اس تفرقے کا انجام کیا ہے؟ اس عجیب انتشار کا انجام کیا ہے، جو وقت کے ساتھ ساتھ گہرا اور شدید تر ہوتا جا رہا ہے؟ اور ہمیں کوئی شک نہیں کہ کوئی ہے جو اس تفرقے اور اس انتشار کی آگ کو ہوا دے رہا ہے۔ اس کی صرف ایک ہی دوا ہے، اور وہ ہے **تزکیۂ نفس** کی دوا۔ جب انسان اپنے دل کی طرف لوٹے، جو بلند اور پست جذبات کا مسکن ہے؛ جب انسان اپنے نفس کی طرف لوٹے، جو **نفسِ امّارہ** بھی ہو سکتا ہے جو اپنے مالک کو ہلاکت میں دھکیل دے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بلند ہو، پھر اور بلند ہو، یہاں تک کہ وہ **نفسِ مطمئنہ** بن جائے جس کی اللہ عزوجل نے اپنے محکم بیان میں تعریف فرمائی ہے – جب انسان اس نفس کی طرف لوٹ کر اس کا تزکیہ کرے، جب اپنے دل کی طرف لوٹ کر اسے اللہ کے سوا ہر چیز کی محبت سے اور اللہ

سبحانہ و تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے وابستگی سے پاک کرے؛ تعصب سے آزاد ہو، اپنی خود پسندی سے آزاد ہو، اپنے تکبر سے آزاد ہو، مختلف شہوتوں کی محبت سے آزاد ہو جن کے ذکر کا یہاں موقع نہیں؛ اور اپنے آپ کو مسلسل اس پر قائم رکھے کہ اپنے دل کو کھوٹ اور آلائشوں سے پاک کرے اور اپنے نفس کو مطمئن اور راضی نفس کے درجے تک بلند کرے – **یہی وہ دوا ہے جو مسلمان کو اللہ کے تمام بندوں سے حسنِ ظن رکھنے والا بناتی ہے**، جو مسلمان کو اللہ عزوجل پر ایمان رکھنے والے تمام لوگوں کو اپنے سے بہتر دکھاتی ہے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ موت کی باڑ کے پیچھے کون سا انجام چھپا ہے، وہ کون سا انجام ہے جو اسے اچانک پیش آئے گا۔ اور اسی طرح وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ اس شخص کا انجام کیا ہوگا جس پر وہ فسق کا، فجور کا، بدعت کا، یا اس راستے سے دوری کا داغ لگاتا ہے جس کے بارے میں وہ خود قائل ہے کہ صرف وہی درست راستہ ہے – وہ اس میں سے کچھ بھی نہیں جانتا۔ یہ مصطفیٰ ﷺ ہیں جو فرماتے ہیں:

حدیث نبوی ﷺ

«تم میں سے کسی کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ سے اچھا گمان رکھتا ہو۔»

اور فرماتے ہیں:

حدیث نبوی ﷺ

«جو اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔»

اور یہی وہ ہیں جنہوں نے سیدنا ابو ہریرہ کو حکم دیا کہ اپنے جوتے لیں اور تمام لوگوں کو یہ خوشخبری دیں کہ جس نے اخلاص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہا اور اسی پر مرا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

میں اللہ عزوجل کے بندوں سے کیسے بدگمانی کروں؟ میں کیسے – اس لیے کہ اللہ نے مجھے ان میں داعی، نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے کے مقام پر کھڑا کیا ہے – اپنے آپ کو ان سے بہتر قرار دوں، حالانکہ میں نہیں جانتا، میں نہیں جانتا کہ موت کے موڑوں پر، جس سے میری ملاقات طے ہے، کون سی آزمائش میری منتظر ہے؟ جب مسلمان اپنے نفس کا تزکیہ کرتا ہے اور اسے آلائشوں سے پاک کرتا ہے، اپنے دل کے برتن کی حفاظت کرتا ہے، اپنے دل کو شہوات، خواہشات اور پست امور کی محبت سے پاک کرتا ہے، اور اپنے جذبات کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی محبت تک بلند کرتا ہے، تب وہ اس سے چھٹکارا پا لیتا ہے۔ تب

اس پر کوئی اندیشہ نہیں اگر وہ فاسقوں کا فسق اور فاجروں کا فجور دیکھے۔ وہ دو باتوں کو یکجا کرتا ہے: **نیکی کا حکم دیتا ہے اور اسے کھل کر بیان کرتا ہے، برائی سے روکتا ہے اور جہاں بھی ہو اس کا پیچھا کرتا ہے، اور ساتھ ہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے تمام بندوں سے حسنِ ظن رکھتا ہے۔**

میں اپنی یہ بات کہتا ہوں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور آپ کو نفس کے تزکیے اور دل کی آلائشوں سے پاکیزگی سے نوازے، اور تب مسلمانوں کے سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔

میں اپنی یہ بات کہتا ہوں اور اپنے لیے اور آپ کے لیے اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں۔

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد اور مغفرت طلب کرتے ہیں، اور گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور گواہی دیتے ہیں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! ہمارے سردار محمد اور ان کی آل اور تمام صحابہ کرام پر درود و سلام اور برکت نازل فرما۔

سورۃ الاحزاب - آیت ۵۶

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔

اے اللہ! ہمارے نبی محمد ﷺ پر، ان کی آل اور تمام صحابہ پر درود و سلام بھیج۔ اے اللہ! خلفائے راشدین ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے راضی ہو جا، اور تمام صحابہ کرام اور تابعین سے، اور ہم سے بھی ان کے ساتھ، اپنی رحمت کے صدقے، اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔ اے اللہ! تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو، مومن مردوں اور عورتوں کو، زندوں کو اور فوت شدگان کو بخش دے۔ اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت دے، اور اپنے موحد بندوں کی ہر جگہ مدد فرما۔

اے اللہ! ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کے والدین پر رحم فرما، اور ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے ہمیں بچپن میں پالا۔ اے اللہ! ہمارے مریضوں اور تمام مسلمان مریضوں کو شفا دے، پریشان حال لوگوں کی پریشانی دور فرما، غم زدوں کا غم دور فرما، اور مقروضوں کا قرض ادا فرما۔ اے اللہ! دنیا بھر کے پریشان حال مسلمانوں کی پریشانی دور فرما، اور ہمارے کمزور بھائیوں اور بہنوں سے ظلم اور آزمائش دور فرما۔

اے اللہ! ہمیں ہدایت دے اور ہمارے ذریعے دوسروں کو ہدایت دے، اور ہمیں ہدایت کا ذریعہ بنا۔ اے اللہ! ہمیں حق کو حق دکھا اور اس کی پیروی نصیب فرما، اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے بچنا نصیب فرما۔ اے اللہ! ہمارے وطن اور تمام مسلم ممالک کی حفاظت فرما، اور جس ملک میں ہم رہتے ہیں اس کی بھی حفاظت فرما، اور اس میں امن، سلامتی اور خوشحالی قائم رکھ۔ اے اللہ! اس مرکز اور اس مسجد کے ذمہ داران کو کامیابی عطا فرما، ان کے کاموں میں برکت دے، اور اسے علم و ذکر کا گھر بنا دے۔ اے اللہ! ہمیں نفع بخش علم، نیک عمل اور نیک اولاد عطا فرما۔

سورۃ النحل - آیت ۹۰

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾

بے شک اللہ عدل، احسان اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، برائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

سورۃ البقرہ - آیت ۱۵۲

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾

پس تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا، اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔